نقاب پوش درویش

مفتی محمد عارف قادری عفی عنہ
5.11.85

مؤلف

سرفراز خان

مکتبہ نقیب اہلسنت

پوسٹ بکس ۶۳ چکوال

نقاب پوش درویش

مؤلّف

سرفراز خان

مکتبہ نقیب اہلسنّت

پوسٹ بکس ۶۳ چکوال

نام کتاب ــــــــ نقاب پوش درویش

مطبع ــــــــ مکتبہ نقیب اہلسنت چکوال

ناشر ــــــــ

کتابت ــــــــ

تاریخ اشاعت ــــــــ

تعداد ــــــــ ایک ہزار

قیمت ــــــــ لم روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ نقیب اہلسنت پوسٹ بکس ۶۳ چکوال

تعارف

دور دراز علاقوں شہروں اور دیہاتوں میں۔ آٹھ دس افراد کا جتھا باریش شکلیں باشرع صورتیں نہایت متوازع تہمند، شلوار پنڈلیوں تک اُٹھائے، بستر کاندھے یا سر پر رکھے مسواک ہاتھ میں نہایت سنجیدہ، خُہر طلب (دوزخ کے خوف سے یا جنت کے لالچ میں) افراد کا یہ گروپ آپ نے دیکھا ہوگا؟؛

یا تسبیح ہاتھ میں، ہونٹھ ہلتے ایک امیر کی رہبری میں آپ کے دروازے پر یا آپ کی دکان پر یا راہ چلتے، آپ نے خود کو ان شریفوں کا یرغمال بنے دیکھا ہوگا؟

یہی وہ درویش ہیں جن کے بارے میں ہم آپ سے کہنا چاہتے ہیں کہ ان کی ایک نقاب ہے جو آپ کے سامنے اٹھانا چاہتے ہیں عرف عام میں انہیں تبلیغی جماعت کہتے ہیں، جو آپ کو اپنے یرغمال میں لے کر کہہ رہے ہوں گے یا آپ سے التجا کر رہے ہوں گے کہ ذرا سیدھے ہو جائیں ہاتھ باندھ لیں، گردن جھکالیں، آنکھیں بند کرلیں، کان کھول لیں اور کلمہ پڑھیں، ان درویشوں کا یہ ابتدائی مشن ہے اگر آپ کو واسطہ پڑا ہو تو یقیناً یہ تجربات ہوئے ہوں گے، یا ممکن ہے پالیسی تبدیل کر دی گئی ہو۔ رس گھولتی میٹھی میٹھی باتیں آپ کے کھلے کانوں کے راستے آپ کے دل میں پھسلتی چلی جا رہی ہوں گی، پھر آپ میں سے بعض اس اثر انگیز، مسحور کن ادا سے متاثر ہوئے ہونگے ان کے احکامات کی بجاآوری شروع کردی ہوگی، داڑھی چھوڑ دی ہوگی، نمازیں پڑھنے لگے ہوں گے۔ اور لوگوں کو بھی اس کار خیر کی طرف ترغیب دینے کا شوق لگ گیا ہوگا۔

درویشوں کی یہ ابتدائی کارکردگی ہے جو یقیناً نہایت مستحسن ہے کس کافر کو ان کاموں سے بیر، یا پسند نہ کرتا ہو، کہ آپ نیکی کی راہ پر لگ گئے اگر یہ پوچھ لیا جائے حضرت!! (حضرت) آپ کا تعلق کس جماعت یا کس فرقے سے ہے یہ اس لئے کہ کہیں کوئی مرزائی، یا وہابی ہمیں بہلا پھسلا کر گمراہ نہ کر رہا ہو عموماً لوگ، اچھے اور مانوس طریقے سے ہی اپنی لائن پر لے جاکر اپنی منواتے ہیں۔ ذرا یہ تو فرمایئے آپ کے پیشوا کون ہیں؟ آپ کے پسندیدہ علماء کے

اسمائے گرامی کیا ہیں ؟ آپ کے نظریات و عقاید کیا ہیں ؟؟
ان سوالوں کا جواب بالواسطہ کبھی نہیں دیا جائیگا۔ آپ سے کہا جائے گا۔ ہمارے اعمال خراب ہوگئے ہیں ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں، ہمارا تعلق کسی فرقے سے نہیں۔ اپنے آپ کو ایک ایسی جماعت کے طور پر روشناس کرائیں گے جس کا کام صرف نیکی کی طرف بلانا اور بُرے کاموں سے منع کرنا ہے انیک کام کیا ہیں ؟ بُرے کام کون سے ہیں ؟ تبلیغی جماعت نیکی اور بدی کی تشریح بھی آگے چل کر کرتی ہے یہاں نہیں۔ لیکن اس وقت صرف اپنی جماعت کی افادیت اور اہمیت آپ کے ذہن نشین کرانا مقصود ہے، جب آپ ذرا مانوس ہوگئے، تو آپ کو اپنے اجتماعات میں، بلکہ پہلے محلے کی مسجد میں جمع ہونے کی دعوت دی جائے گی اور پھر بڑے اجتماعات میں آپ کو شریک کیا جائے گا۔

اجنبیت ختم ہو جانے کے بعد آپ کو اپنے ساتھ لے کر گشت کرایا جائے گا جس کو جماعت کی اصطلاح میں چلت پھرت بھی کہا جاتا ہے، گشت میں آپ مکمل مانوس ہوگئے اب آپ کو چلے کرائے جائیں گے اور دوسرے پروگراموں سے متعارف کرانے کا مرحلہ شروع ہو جائے گا۔

جماعت کا یہ سائنٹیفک طریقہ ہے اس طریقے سے اچھے خاصے سمجھدار لوگ بھی غیریت محسوس نہیں کرتے بلکہ ان کا طریقہ واردات اس طرح گھُل مِل جانے کا ہوتا ہے کہ کسی مرحلے پر بھی نووارد کو اجنبیّت محسوس نہیں ہونے دیتے یہی ان کے کامیاب چھاپے کا راز بھی ہے۔ آپ کے عمل میں تبدیلی لائی گئی۔ اب سوچ کے دھارے موڑنے شروع کر دیئے گئے پہلے جماعت کا احترام سکھایا گیا پھر اس کو ذہن نشین کرایا گیا۔ کوچنگ کا یہ ایسا طریقہ ہے کہ آسانی سے قدم پیچھے نہیں ہٹایا جا سکتا، نہایت لجاجت سے اپنے ساتھ چلنے پھرنے سے عمل میں تبدیلی لائی گئی، اس طرح جماعت کا تقدس دل میں بٹھایا گیا۔ سوچ کی تبدیلی آسان اور ممکن ہوگئی۔
اب دوسرے مرحلے میں عقاید کی تطہیر یا عقاید کا صفایا کرنے کا مرحلہ ہے، اب بتایا جائیگا کون عالم ہے کون درویش ہے کون پیر کون مولوی اچھا ہے اور کون اچھا نہیں ہے چونکہ آپ نے اُن پر مکمل اعتماد کر لیا ہے لہذا آپ کو بتایا جا رہا ہے حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کیسے بڑے

مجاہد اور فرشتہ انسان تھے کفر اور شرک کے خلاف جہاد کیا اپنی جان دے دی ان کی تقویۃ الایمان جیسی ایمان افروز کتاب آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کیسے نیک صالح بزرگ ہیں۔ ان کی کیا باتیں ہیں! سبحان اللہ، مولانا اشرف علی تھانوی بڑے پائے کے بزرگ تھے حضرت حسین احمد مدنی جیسا عامل صالح بزرگ آج تک نہ گزرا نہ آئندہ ہو گا اور فلاں فلاں مولویوں نے دین میں بدعت پیدا کر دی وہ بدعتی ہیں بدعتیوں سے بچو، شرک بہت بڑا ظلم ہے اللہ سب گناہ معاف کر دے گا لیکن شرک معاف نہیں کرے گا یہ بدعتی، شرک کرتے ہیں ان کی شرکیہ رسموں سے بچو! یہ شرکیہ رسمیں کیا ہیں؟ فاتحہ و درود، میلاد و قیام، صلوٰۃ و سلام ان شرکیہ رسموں سے بچو! شرک بہت بڑا ظلم ہے اللہ سب گناہ معاف کر دے گا لیکن شرک معاف نہیں کریگا۔

سوچ میں تبدیلی آگئی، اعتماد میں پختگی آتی گئی۔ اب شرک کی فہرست میں اضافہ ہونے لگا حتیٰ کہ آپ یقین کے اس درجے پر خود کو محسوس کریں گے کہ مسلمان تو صرف آپ ہی ہیں اور آپ کی جماعت والے باقی سب مشرک ہیں لیکن اب بھی احتیاط چاہیئے ابھی بہت کام کرنا ہے آپ انکے پیچھے نماز پڑھیں، مشرکوں کے پیچھے، دین کی ترقی کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے صحابہ کرام شروع شروع میں ایسا ہی کیا کرتے تھے اپنے دین کو ظاہر نہیں ہونے دیا کرتے تھے اپنے اصلی دین کو خطرے کی جگہ ظاہر نہ کرنا صحابہ کی سنت ہے لہذا مشرکوں کے ساتھ میل جول، ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے بلکہ ضروری ہے البتہ جب آپ آپس میں ملیں تو اُن کے خلاف جی کھول کر کہہ سکتے ہیں، اُن مشرکوں پر دانت پیس سکتے ہیں اُن کی کمزوریوں کے خلاف محاذ قائم کر سکتے ہیں۔ پراپیگنڈہ مہم چلا سکتے ہیں لیکن احتیاط یہ کرنا ہے کہ انہیں محسوس نہ ہوتے دین وہ اور تم الگ الگ ہو، ان کے پیچھے نماز پڑھو، اُن کی شرکیہ رسموں میں شمولیت اختیار کرو حتیٰ کہ ان کے ساتھ شامل ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھو ان کا یہ فعل اگرچہ شرک ہو گا لیکن تم یہ شرک ایک نیک کام کے لئے کر رہے ہو لہٰذا تمہاری یہ بہت بڑی نیکی ہوگی، بڑا جہاد ہو گا، جب آپ دیکھیں کہ آپ کے حریف آپ سے طاقتور ہیں تو آپ کو صلح جوئی، اسلامی بھائی چارے اور بُرائی کے خلاف جہاد کی باتیں کرنی چاہئیں اس سے دوہرا فائدہ ہو گا ایک تو آپ کے نیک ہوتے صلح جو ہونے کا پرچار ہو گا آپ کے مخالف کو چھپ ہونا پڑے گا، انہیں اس نیکی کی طرف لگا کر پیچھے سے جو چاہیں کر سکتے ہیں، نیکی بہت بڑی

شے ہے. آپ دوسروں کو دوسری نیکی کی طرف راغب کریں اور خود نہایت سمجھداری سے
کریں جس کے لئے آپ نے یہ نقاب اوڑھ رکھا ہے۔

حضراتِ گرامی!! یہ نقاب پوش درویشوں کا تعارف تھا، انہیں سمجھنے میں آپ کو مدد ملی ہوگی
یہ حضرات اپنے اعتقادات اپنے معمولات بھونڈے قسم کے حسینوں کی طرح زیر نقاب رکھتے ہیں
وجہ ہے کہ وہ اپنا سلسلہ، نسب (اپنے پیشواوں) کا نام بتانا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ اگر ابتدائی مرحلے
ان سے پوچھ لیا جائے کہ وہ مولانا تھانوی اور اُن کی حفظ الایمان والی بات کیسی ہے؟ اور اسماعیل
کی تقویت الایمان اور مولوی انبیٹھوی کی براہین قاطع اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاوی کیا
ہیں آپ کیا فرماتے ہیں؟؟ تو یکسر مکر جاتے ہیں کہ ہمارا تو اُن سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ ہماری جماعت
سے کوئی تعلق نہیں رکھتی، یہ انبیاء کے نقش قدم پر چلنے والی جماعت ہے۔ ان کے پروگرام انبیاء کی طرح
لوگوں کو ہدایت پر لانا۔

یہ نقاب پوش درویش وہابیت کا ہراول دستہ ہیں جو اپنی وہابیت کو اخفاء میں رکھ کر خالص نجدیت
کے لئے راستہ ہموار کرنا چاہتی ہے اور اس راستہ کو شاہراہ دیوبند کے ساتھ ملا کر نجد کے پلیٹ فارم
تک پہنچا دینا چاہتے ہیں۔

اگر یہ لوگ صاف گو اور راست گو ہوتے تو کیوں اُن شرکیہ باتوں کو مصلحتاً اختیار کرتے اور کیوں
انہیں یہ نقاب اوڑھنے کی ضرورت محسوس ہوتی اپنے دل کے روگ کو چھپانے کے لئے تقیہ کی راہ
اختیار کر رکھی ہے، ان کے اس سارے پروگرام کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ یہ باشرع صورتیں،
مسکین شکلیں سنجیدہ چہرے خشک ہونٹ نہ جنت کے لالچ میں اور نہ دوزخ کے خوف سے سوکھے
جا رہے ہیں۔ بلکہ اپنے آستینوں میں چھپے ہوئے زہر آلود خنجروں کے استعمال میں لانے یا اُن کے
افشا ہو جانے کے خوف سے یہ وضع بنا رکھی ہے۔ یہ بادہ اوڑھ رکھا ہے اور یہ نقاب ڈال رکھی ہے
آئیں اس منافقت کا پردہ چاک کر دیں اور اس حسین نقاب کو الٹ دیں جس کے نیچے نہایت بھیانک
چہرہ چھپا ہوا، یہ سارا دھندا ان مسکین شکلوں نے جو اختیار کر رکھا ہے اور آپ کے ساتھ کیا
برتاؤ کرنا چاہتے ہیں، ان کے تولد، ان کی طفولیت کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور اس کے
شباب کے غازے ذرا توجہ سے دیکھیں کہ کیا قیامت برپا کرنے والے ہیں۔

اس جماعت کے موسس و بانی مولانا محمد الیاس ہیں جو اپنی جماعت کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں، کبھی فرد جماعت کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے اور کبھی جماعت فرد یا افراد کے تشخص سے متعارف ہوتی ہے۔ وہابیت کے گھٹے سر سید کے طور پر، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا تھانوی مولانا نانوتوی کو ہم وہابیت کے حوالے سے پہچانتے ہیں اور مشرب رشیدیت اور ذوق قاسمیت کے حوالے سے وہابیت پہچانی جاتی ہے۔

اسی طرح مولانا محمد الیاس جماعت کے بانی ہیں لیکن جماعت کے حوالے سے جانے جاتے ہیں آپ کا ذوق اور مشرب اسی طرح عیاں ہے جس طرح اُن کی ذات اور ان کی جماعت کی باہم نسبت۔

مولانا محمد الیاس

آپ کی ولادت ۱۳۰۳ھ میں ہوئی آپ کا تاریخی نام اختر الیاس ہے۔ آپ تین بھائی تھے سب سے بڑے سوتیلے بھائی مولانا محمد صاحب تھے محمد الیاس اور محمد یحییٰ سگے بھائی تھے میوات کے علاقے میں آپ کے والد مولانا محمد اسماعیل امام مسجد تھے اور ایک چھوٹا سا مدرسہ بنا رکھا تھا آپ کے بھائی مولانا محمد یحییٰ، مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں چلے گئے اور وہیں قیام اختیار کر لیا تھا لیکن مولانا محمد الیاس کبھی اپنے والد کے پاس اور کبھی کاندھلہ میں اپنے ننہال چلے جایا کرتے تھے شفقت پدری کی وجہ سے اپنے والد کے پاس رہتے ہوئے تعلیم کی طرف پوری توجہ نہ دے سکے، اس لئے مولانا محمد یحییٰ اپنے والد سے اجازت لے کر بھائی کو اپنے ساتھ گنگوہ لے گئے، اس طرح آپ ۱۳۱۴ھ میں جب کہ آپ کی عمر گیارہ سال تھی گنگوہ آ گئے اور یہیں پڑھنا شروع کیا۔ مولانا گنگوہی کی جب وفات ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی گویا ۱۰، ۱۱ سال گنگوہی صاحب کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا اور محمد یحییٰ صاحب اپنے بھائی کی تعلیم کی طرف توجہ دیتے تو تھے لیکن محمد الیاس کا دل تعلیم کی طرف نہیں بلکہ علماء کی محفل میں بیٹھنے پر لگتا تھا، اس لئے پڑھنے کی طرف توجہ نہ دیتے تھے۔

مولانا گنگوہی عموماً طلباء کو بیعت نہ کرتے تھے لیکن آپ کے "حالات" دیکھ کر آپ کو طالب علمی ہی میں بیعت کر لیا تھا اور مولانا گنگوہی سے ایسا قلبی لگاؤ پیدا ہو گیا تھا کہ آپ کے بغیر آپ کو چین ہی نہ آتا تھا۔ رات کو کبھی کبھی اٹھ کر آپ کی خدمت میں آ جاتے آپ کا چہرہ دیکھ کر واپس آ جاتے، حضرت کو بھی آپ کے حال پر ایسی ہی شفقت تھی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے بھائی سے کہا کہ اگر حضرت اجازت دے دیں۔ تو میں حضرت کے قریب بیٹھ کر مطالعہ کیا کروں، مولانا محمد یحییٰ نے حضرت سے ذکر کیا فرمایا مضائقہ نہیں الیاس کی وجہ سے میری خلوت اور طبیعت میں انتشار پیدا نہیں ہوگا۔

مولانا فرماتے تھے کہ جب میں ذکر کرتا تھا تو مجھے ایک بوجھ سا محسوس ہوتا تھا، حضرت سے ذکر کیا تو حضرت تھرا گئے اور فرمایا کہ مولانا قاسم صاحب نے یہی شکایت حاجی صاحب سے فرمائی تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ اللہ آپ سے کوئی کام لے گا۔

آپ کی اس حالت کا تذکرہ دوسرے واقعات سے بھی ملتا ہے ملفوظات میں ایک روایت ہے آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو"۔

اس پیغمبرانہ سوچ کا تسلسل آپ کی زندگی کے ہر دور میں موجود ہے گویا یوم الست سے موت تک یہ "پیغمبرانہ افکار" آپ پر مسلط رہے ، آپ کے بچپن کی ایک روایت ہے کہ امی بی جو مولانا کی نانی اماں تھیں آپ پر بہت شفقت کرتی تھیں۔ فرمایا کرتیں کہ اختر! مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرماتی تھیں کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں" ، اور غالباً آپ کی طبیعت کا پڑھنے کی طرف نہ آنا بھی پیغمبرانہ وصف ہی تھا۔

وفات کے وقت کا یہ قصہ "شیخ الحدیث (مولانا ذکریا) اور مولانا محمد یوسف صاحب کو حکم ہوا کہ لوگوں کو میدان کے نیچے جمع کیا جائے اور ان سے خطاب کیا جائے" وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" کے مضمون سے بڑھ کر اس موقع کے لئے تعزیت وموعظت کیا ہو سکتی ہے!؟ (دینی دعوت)

آپ کو یاد ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق نے یہی آیت تلاوت کر کے لوگوں کو صبر کی تلقین فرمائی تھی اور یہاں بھی یہی پیغمبرانہ اور صحابیانہ شان موجود ہے ، خود مولانا محمد الیاس صاحب نے ایک مکتوب میں فرمایا تھا کہ اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرّہ نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے" (مکاتیب الیاس)

یہی وہ مخصوص طریقہ ہے جو سلسلہ بہ سلسلہ اور درجہ بدرجہ اکابرین دیوبند میں کارفرما رہا۔ دیوبند کا یہ مخصوص ذوق ہے جس کے مولانا قاسم نانوتوی سرچشمہ ہیں اور مسلک دیوبند کو ودیعت ہوا تھا۔ مولانا محمد الیاس کو بھی اس میں وافر حصّہ نصیب ہوا تھا۔

مشرب رشیدیت کے گہوارے میں آپ کی تربیت ہوئی وہیں آپ کے افکار پروان چڑھے، جسمانی طور پر نہایت کمزور تھے گنگوہ میں قیام کے دوران آپ کی صحت مزید خراب ہو گئی۔ درد سر کا دورہ پڑنے لگا جس کی وجہ سے ہفتوں سر جھکانا مشکل ہو جاتا تھا حتیٰ کہ تکیہ پر سجدہ کرنا بھی ممکن نہ تھا۔ اس شدید بیماری اور دماغی کمزوری کی وجہ سے سلسلہ تعلیم جاری نہ رہ سکا (ویسے بھی آپ کا پڑھنے میں

جی نہیں لگتا تھا) ایک روز بھائی نے کہا آخر پڑھ کر کیا کرو گے ؟
مولانا رشید احمد کی وفات کے بعد ۱۳۲۶ھ میں تمام کمزوریوں کے باوجود مولانا محمود الحسن کے حـ
درس میں شامل ہو کر دیوبند کی معیاری درس گاہ سے فارغ التحصیل ہو کر سند حاصل کر لی، اور روحانی تربـ
کے لئے بھی مولانا محمود الحسن سے درخواست کی لیکن انہوں نے مولانا خلیل احمد سے تربیت پانے کا مشو
دیا چنانچہ سلوک کی منزلیں خلیل احمد کی نگرانی میں طے کیں۔

جب مولانا رشید احمد گنگوہی کا انتقال ہوا تو اس وقت مولانا الیاس حضرت کے سرہانے موجو
تھے سورہ یٰسین پڑھ رہے تھے حضرت کی موت کا اثر آپ پر بہت زیادہ ہوا اس کا اندازہ اس سے
لگایا جاسکتا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دو غم زندگی میں سب سے زیادہ ہوئے ایک والد
کے انتقال کا دوسرا حضرت جی کی وفات کا، مولانا رشید احمد کی وفات کے بعد آپ پر سکوت طاری ہوگیا
اکثر مراقبہ کی حالت میں رہتے تھے دن بھر میں کوئی ایک آدھ بات کر لیتے تھے

آپ کے والد کی وفات کے بعد آپ کے بھائی مولانا محمد صاحب نے بنگلہ والی مسجد میں امامت سنبھال
لی تھی ۱۳۳۶ھ میں جب ان کا انتقال ہوا تو وہ اسی مسجد میں امامت کر رہے تھے یہاں ایک چھوٹا سا
مدرسہ بھی تھا جو آپ کے والد نے قائم کیا تھا جس میں میوات کے بچے پڑھتے تھے مولانا محمد الیاس جب
بھائی کے کفن دفن سے فارغ ہوئے تو عقیدت مندوں نے آپ سے اصرار کیا کہ وہ یہیں قیام
کریں والد اور بھائی کی جگہ کو نہ چھوڑیں آپ سے مدرسہ کی امداد کا وعدہ بھی کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے ٹھہرنے
کا وعدہ کر لیا۔ تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر واپس سہارنپور آئے تاکہ وہاں سے اجازت حاصل کر لی جائے

میوات اور تبلیغ کا آغاز

دہلی کے جنوب کا علاقہ میوات کہلاتا ہے آپ کے والد اور بھائی نے اس علاقے میں دینی خدمات
کے صلے میں کافی احترام حاصل کر لیا تھا جب آپ نے قیام اختیار کیا تو آپ تبلیغ کو باضابطہ طور پر آگے بڑھانے
کی اسکیم پر غور کرنے لگے آپ کا خیال تھا کہ لوگوں کی حالت بھیڑ بکریوں کی طرح ہے ایک خرابی دور کرو
دس خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ دن رات اس معاملے پر غور کرنے لگے اور اس راہ پر حائل
رکاوٹوں کا جائزہ لیتے رہے۔ اسی دوران حج پر جانے کا ارادہ کر لیا، وہاں پہنچ کر چھ ماہ قیام کیا اور

واپسی پر تبلیغی گشت کا پروگرام شروع کیا۔

اس تبلیغ کے متعلق مولانا کہا کرتے تھے کہ اس تبلیغ کا طریقہ مجھ پر خواب میں منکشف ہوا اور فرمایا کہ "مولانا تھانوی نے بڑا کام کیا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم اُنکی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے"، دوسری جگہ فرمایا کہ "حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے کا، حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ترقیٔ درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات اور ہدایت پر استقامت کی جائے اور اُن کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جانے کی کوشش کی جائے" اس طرح تھانوی صاحب کی ایک حسرت بھی پوری ہو جاتی ہے جو آپ کہا کرتے تھے کہ "اگر مجھے کہیں سے پیسہ مل جائے تو دیکھتا ہوں کہ لوگ وہابی کیسے نہیں ہوتے" چنانچہ حج سے واپسی پر مولانا محمد الیاس نے اس پروگرام کو عملی تشکل دینے کا کام شروع کر دیا اور حضرت تھانوی اور حضرت گنگوہی کے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے بے ضرر اور خاموش طریقہ اپنا کر مہم کو تیز تر کر دیا۔

اہلِ نجد کی حماقتوں کے سبب وہابیت خاصی بدنام ہو گئی تھی اور اس کے پھلنے پھولنے میں رکاوٹیں بڑھ رہی تھیں تو اس کا ایک ذیلی شعبہ ادارہ دیوبند تشکیل دینا پڑا اور جب دیوبندی نے رہی سہی کسر پوری کر دی تو پروگرام کے تحت تبلیغ کا مشن شروع کر دیا گیا یہ نیا شعبہ قائم کر کے ان غلطیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی جو، اب تک پے در پے کی گئی تھیں، اس شعبے سے لکھنے پڑھنے کے تمام اوزار واپس لے لئے گئے یہ کام (لکھنا پڑھنا) اس جماعت کے لئے ممنوع قرار دے دیا گیا۔ جو اس کے بانی کے مزاج کے عین مطابق تھا، اس کی ترویج و تبلیغ زبانی کلامی مناسب سمجھی گئی ان پڑھوں کے اس شعبے نے تھوڑے عرصہ میں بہت ترقی کی اور حوصلہ افزاء نتائج پیدا کئے اور یہاں تک خود کفیل ہو گئے کہ جن کی بلی، انہیں ہی میاؤں کرنے لگی، اور خود وہابیوں کے اندرونی حلقوں کے ناک میں دم کر دیا، اس کی جھلکیاں ہم آئندہ صفحات میں پیش کریں گے۔

سعودی حکومت سے امداد

دوسرے حج پر جب روانہ ہوئے تو تبلیغی کام چل نکلا تھا اور اس قابل ہو چکا تھا کہ بطور نمونہ

کہیں بھی پیش کیا جا سکتا تھا۔ مولانا محمد الیاس اپنی کامیابیوں پر بہت خوش تھے، اور اس خوشی کا اظہار سعودی حکمرانوں سے کیا اور اپیل کی کہ اس کار خیر میں ان کی مدد کی جائے۔ چنانچہ وہاں قیام کے دوران سعودی حکومت کے بااثر افراد سے ملاقاتیں کیں جس کے نتیجے میں آپ کی بہت حوصلہ افزائی کی گئی اور یقین دلایا کہ اس کام کو جاری رکھیں اس کے لئے سعودی حکومت ہر طرح کی امداد فراہم کرے گی یہ وعدے پہلے حج کے موقع پر بھی کئے گئے تھے چنانچہ اب اس موقع پر دوبارہ حکمرانوں سے جب ملاقات ہوئی تو وہ بہت خوش تھے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے معاملات میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی لیکن انہیں کامیاب نہیں ہونے دیا گیا، شیخ عمر بن الحسن کے بڑے بھائی شیخ عبداللہ بن الحسن سے بار بار ملاقاتیں ہوئیں یہ دونوں بھائی محمد بن عبدالوہاب کے پوتے پڑپوتے تھے اور شیخ عمر بن الحسن سعودی حکومت کے چیف جسٹس (قاضی القضاء) تھے ان کے ساتھ بار بار ملاقاتوں سے الجھنیں دور ہو گئیں چونکہ کچھ لوگ تبلیغی جماعت کے متعلق غلط تاثر (کہ یہ سنی العقیدہ ہیں) دینے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ "فاسد العقیدہ" ہے لیکن عبداللہ بن الحسن کی شفقت و محبت کی وجہ سے ان کے خلاف کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا گیا۔ چونکہ عبداللہ کو مولانا محمد الیاس کے متعلق یقین تھا کہ یہ اپنے آدمی ہیں اس طرح مخالف لوگوں کی شنوائی نہ ہوئی شیخ بذاتہ محکمہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کے رئیس تھے۔ اور ان کے تعلقات ولی عہد شہزادہ السعود سے بہت قریبی تھے اور ان کے معتمد خاص (پرسنل سیکرٹری) بھی تھے چنانچہ ان تمام ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے بادشاہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا محمد الیاس نے حاجی عبداللہ دہلوی، عبدالرحمٰن مظہر، شیخ المطعوفین اور مولوی احتشام الحسن کے ساتھ بادشاہ سے ملاقات کی۔ جلالۃ الملک نے بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اُتر کر استقبال کیا اور اپنے قریب ہی معزز مہمانوں کو بٹھایا۔ ان حضرات نے تبلیغ کا مفروضہ پیش کیا جس پر بادشاہ نے تقریباً چالیس منٹ تک "توحید و سنت" اور "اتباع شریعت" پر مبسوط تقریر کی، اس کے بعد بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اٹھ کر رخصت کیا اگلے روز بادشاہ نجد روانہ ہو گیا اور معزز مہمان دوسری ملاقاتوں میں مصروف ہو گئے (دینی دعوت) اس ملاقات کے بعد عبداللہ ابن حسن سے جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہر بات کی خوب خوب تائید کی اور پوری طرح تعاون کرنے اور اعانت و امداد کا وعدہ کیا،

یہ تمام کام مکمل ہونے کے بعد آپ واپس تشریف لائے اور تبلیغ کے کاموں میں مصروف ہو گئے۔
اس معاہدے کے بعد تبلیغی جماعت کو مزید کسی تعاون یا کسی مخیر کی ضرورت نہ رہی تھی
مالی معاملات میں ہمیشہ کے لئے خود کفیل اور بے فکر ہو گئے چنانچہ پوری توجہ کے ساتھ تبلیغی
سرگرمیوں میں لگ گئے۔

انگریز سرکار کی طرف سے جو امداد ملتی تھی اور بعد میں بند ہو گئی تھی، جس کا ذکر مکالمۃ الصدرین
میں کیا گیا ہے وہ اس امداد سے پہلے کی امداد تھی۔ ظاہر ہے کہ اب کسی چھوٹی موٹی امداد کی ضرورت
بھی نہ تھی، خواہ مخواہ بدنامی مول لینے کی کیا ضرورت تھی اب اللہ کی مہربانی سے اپنی ہی سرکار
کے خزانے کھول دیئے گئے تھے۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ تبلیغی بھائی اپنے اعتقادات کو ابتداء میں مخفی رکھتے ہیں اور
اعتقادات کی طرح ذرائع آمدنی اور اخراجات کو بھی نہایت صیغۂ راز میں رکھتے ہیں، کسی چیز
کو بھی کتنا ہی اخفاء میں رکھا جائے اصل معاملہ کسی نہ کسی صورت میں سامنے آجاتا ہے اور
جاننے والے تو جان ہی لیتے ہیں کہ اصل حقیقت کیا ہے لیکن ضرورت سے زیادہ پردہ داری دوسری
کارروائیوں کو بھی مشکوک بنا دیتی ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں جس کا دامن صاف ہوگا، وہ چوروں
کی طرح اپنی صورتِ حال کو مشکوک نہیں ہونے دیتا، تبلیغی درویشوں کا معاملہ غور طلب ہے
کہ یہ لوگ کیوں آمد اور خرچ کے اہم شعبے کو چھپاتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں تبلیغی اجتماعات میں اور اس کے تبلیغی دوروں پر کروڑوں، اربوں روپیہ
خرچ ہو رہا ہے۔ اگر کسی ذمہ دار یا غیر ذمہ دار تبلیغی بھائی سے پوچھئے کہ یہ اتنے بڑے اخراجات
آخر کہاں سے پورے ہوتے ہیں؟ تو بڑی سادگی سے ذرا مسکرا کر ارشاد فرماتے ہیں بس جی اللہ
دے رہا ہے، اگر انہیں بتایا جائے کہ تم سے زیادہ مرزائیوں کو اللہ دے رہا ہے تمہارے یتیموں سے
ان کے ٹھاٹھ کہیں زیادہ ہیں اور اُن کا طریقۂ تبلیغ زیادہ سائنٹیفک ہے اخراجات اُن کے زیادہ ہیں اور ان
سے زیادہ اللہ یہودیوں پر مہربان ہے (اگر تم اس کو اللہ کی مہربانی کہتے ہو تو) جن کی مذہبی اور سیاسی تنظیمیں
پوری دنیا میں جال کی طرح بچھی ہوئی ہیں اور اسلام کی بیخ کنی کے لئے سرگرم عمل ہے ان کی صرف خفیہ
تنظیموں پر کھربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تبلیغی جماعت سے زیادہ خدا کی

لاڈلی امت تھی من وسلویٰ انہی کے لئے نازل ہوا تھا تمہارے لئے تو دھنیئے کی چٹنی بھی نہیں آ
آخر تم کیسے اپنے آپ کو خدا کا برگزیدہ سمجھ بیٹھے ایک تمہارا پروگرام خدا کا پروگرام سمجھ کر دوسرے پروگرا
خدا کی مرضی کے خلاف قرار دیئے جائیں ؟؟

حضرات عقل کی بات کرو خدا عقل کی باتیں زیادہ پسند کرتا ہے جہالت اور حماقت اللہ کو پسند
نہیں تو کیا تبلیغی جماعت کے ان پڑھ خدا کو زیادہ پسند آ گئے، آخر اسباب وعلل کی دنیا میں کوئی کام اسباب
کے بغیر کیسے سرانجام پاتا ہے ؟ جی ہاں آخر اسی دنیا میں بڑے بڑے متقی اور متوکل گذرے ہیں جو اسباب
سے ہی گذر اوقات کرتے رہے اسی دنیا میں انبیاء اور نبی الانبیاء بھی گذرے ہیں تمام دنیا نے ان کے
ذرائع آمد و خرچ دیکھے۔ انہوں نے آڑے وقت میں اپنوں اور غیروں سے مدد طلب کی یہودیوں سے
قرض لیا۔ معاشرتی زندگی کے تمام نشیب و فراز سے گزرے، تمہارا توکل کیسا ہے ؟ اسباب وعلل سے
کیسے بالاتر ہوگا ؟ اور اس مادیت کے عروج میں جبکہ اسباب وعلل ہی حکمت عملی کا واحد ذریعہ سمجھا جاتا ہے
تو پھر تم ذرائع سے منقطع ہو کر کیسے چل سکتے ہو؟؟

اگر آپ کہہ دیں کہ جن کا کھائیں انہیں کا گائیں جن کی ایڈ انہی کے نظریات و افکار کی ترویج تو کوئی
تمہارا کیا بگاڑلے گا، منہ ڈھانپے نقاب اوڑھے کب تک اپنے تقدس اپنے توکل کا جھانسہ دیتے رہوگے۔
کبھی بات کو ٹالنے کے لئے کہہ دیتے ہیں صاحب حیثیت لوگ چپکے سے مال دے جاتے ہیں کسی کو
کانوں خبر نہیں ہوتی، تو اس ضمن میں دو، چار حوالے کی باتیں ہو جائیں تاکہ چور کو اس کے گھر تک پہنچا دیا جائے
اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ سب چکر ہے، سارا دھندا دروغ گوئی اور مکر پر مبنی ہے۔

۱۔ مولانا کے ابتدائی دور ہی کا واقعہ ہے کہ مرکز نظام الدین کے آنے جانے والوں اور مدرسہ کے لئے
جو لنگر جاری تھا اور اب بھی جاری ہے اس سلسلے میں قرض کی رقم بہت دنوں تک ادا نہ ہو سکی
جس دکان سے سامان آتا تھا۔ اس کے مالک نے تقاضا کیا تو اس قرض کی ادائیگی، نیز مستقل
انتظام کے لئے دہلی کے چند باتوفیق اور مولانا سے تعلق خاص رکھنے والے دوستوں نے مولانا
کے علم میں لائے بغیر چپکے سے (اس وقت کے) پچیس ہزار روپے آپس میں جمع کئے اور یہ طے
کیا کہ مولانا کو اطلاع کے بغیر یہ رقم انتظام میں خرچ کی جائے ـــــــ لیکن جب کسی نہ کسی طریقے
سے مولانا کو اطلاع ہو ہی گئی تو فرمایا آپ لوگوں نے جو کچھ کیا نیک نیتی سے کیا لیکن میرے ساتھ

یہ ظلم کیا ہے جب اس طرح کے انتظام آپ لوگ کریں گے تو پھر ہم اللہ کی مدد کے قابل نہ رہینگے اور حکم دیا کہ سب لوگ اپنی اپنی رقم واپس لے لیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

۲۔ ایک شخص نے اپنی کچھ جائیداد وقف کرنے کی غرض سے مرکز نظام الدین میں دفتر کے منشی سے عرض مدعا کیا، اسی دوران مولانا بھی آ گئے پوچھا کیا کر رہے ہو حقیقت حال بتائی گئی تو بہت ناراض ہوئے اور فرمایا مجھے اپنے مدرسہ کے لئے کوئی جائیداد نہ چاہیئے۔

۳۔ مولانا محمد الیاس کے انتقال کے چار، پانچ ماہ بعد ایک بڑے تاجر جو حضرت مولانا محمد الیاس کے نہایت عقیدت مند تھے تشریف لائے اور مولانا محمد یوسف کی خدمت میں ایک بڑی رقم پیش کی، مولانا نے لینے سے انکار کر دیا انہوں نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد سے میرا کیا تعلق تھا اور مجھ سے کتنی محبت فرماتے تھے لیکن مولانا نے فرمایا صحیح ہے لیکن مجھ کو یہ رقم نہ چاہیئے۔

۴۔ مولانا محمد یوسف کی حیاتِ صحابہ کی طباعت کے سلسلے میں حیدرآباد اور بمبئی کے چند صاحب حیثیت دوستوں سے دس ہزار کی رقم جمع کر کے طباعت کے سارے مراحل طے کر لئے لیکن جب مولانا کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے وہ ساری رقم واپس کر دی اور طباعت کے تمام اخراجات خود برداشت کئے دغیرہ وغیرہ (بحوالہ تبلیغی جماعت)

یہ ہے تبلیغی درویشوں کا مالی بجٹ جس کے دو پہلو بتائے جاتے ہیں یا انہیں خدا دیتا ہے یا نیک صالح لوگ۔ چپکے سے راتوں رات یہ سارا کام کر جاتے ہیں۔ راتوں رات کام کرنے کے واقعات بہت ہیں لیکن دو مستند روائتیں پیش کی جاتی ہیں۔

ایک کا ذکر ضمناً پہلے ہو چکا ہے جو اُن کے اپنے ہی حلقے، اپنے ہی مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا تھا "کہ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ کی تبلیغی جماعت کو ابتداءً حکومت برطانیہ کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھ رقم ملتی تھی پھر بند ہو گئی"۔

دین سے محبت کرنے والوں نے اس کام میں دل کھول کر حصہ لیا، گورنمنٹ برطانیہ کے علاوہ کئی صاحب درد لوگ اور بھی تھے مثلاً ۱۹۶۸ء کا قصہ ہے تبلیغی جماعت کا ایک عالمی اجتماع صوبہ بہار کے "بتیا" نامی ایک قصبہ میں ہوا تھا۔ کانپور کے ایک دیوبندی اخبار "پیام ملت" نے اس خبر کی تفصیلات شائع کی تھیں" کوئی وضو کے لئے حوض تیار کر رہا ہے کوئی راشن کی دکانیں کھولے بیٹھا، شکر کے انبار لگے ہیں

کھانے کا اعلیٰ انتظام ہے، جنہوں نے خدا کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ کر جنگلوں کو آباد کیا دنیا کے بد...
آخرت کا سودا کیا یہ سب انتظام انہی کے لئے تھا تاکہ ان کو کوئی تکلیف نہ ہو" آگے چل کر اخبار سوال کر...
ہے کہ آپ کو معلوم ہے جنگل کس نے آباد کیا؟ اور خود ہی جواب دیتا ہے:۔ "جنہوں نے خدا کے لئے گھ...
چھوڑ کے جنگل آباد کیے یہ تبلیغی جماعت کے درویش تھے اور ان درویشوں کے لئے جنہوں نے اپنی خدما...
پیش کیں۔ جنگل کا منگل بنایا سارا انتظام سنبھالا، یہ مہا سبھائی اور جن سنگھی ساد ھو تھے"
کیسے کیسے صالح لوگوں نے اس نیک کام میں حصّہ لیا۔ نیک کام کرنے کا شوق خدا جس کو دے دے...
تبلیغی جماعت کا توکل اور قناعت بہت مشہور رہے پرانے زمانے کے بزرگوں کے قصّے اور داستانیں سنتے
تھے اور ما فوق الفطرت واقعات پڑھتے تھے، اس کی جھلک بالکل ماڈرن انداز میں تبلیغی جماعت نے پیش کی
تاکہ ان واقعات میں جو مشرکانہ آمیزش ہو چکی ہے اس میں نکھار پیدا کیا جائے اور مشرکانہ رسومات کو مشرف
بہ وہابیت کر کے ایک نیا رنگ پیدا کیا جائے۔ اس اجمال کی تفصیلات تبلیغی نصاب کے مطالعے سے
واضح ہو جائیں گی اس نصاب کا جائزہ لیں جو کہ اس جماعت کا تربیتی کورس بھی ہے۔

تبلیغی نصاب

تبلیغی جماعت نے اپنے درویشوں کو لکھنے پڑھنے کی زحمت سے محفوظ کر لیا ہے یہی وجہ ہے کہ
ان کے ہاں کسی کتاب کا وجود نہیں ملتا اگر کسی نے کچھ کام کیا بھی ہے تو جماعت کے پلیٹ فارم سے ہٹ کر کیا ہے
تاکہ بدنامی کے داغ دھبے دھونے نہ پڑ جائیں اور لکھا پڑھا ہونے کا کوئی طعنہ نہ دے، دوہری پالیسی
جہاں بھی ہو گی، جو جماعت بھی اپنائے گی وہ نوک قلم سے ریکارڈ بن جاتا ہے جس کی صفائی پیش کرنا مشکل
ہو جاتا ہے یہ لوگ نہ لکھنے پڑھنے کے کاموں میں اتنا زیادہ سنجیدہ ہیں کہ قرآن پاک کی تلاوت سے بھی پرہیز
کرنے لگے، ان کی اسی حرکت کی گرفت ان کے اپنے ہی حلقے کے ایک مشہور صحافی، شاعر نے کی کہ
کیسے یہ لوگ اپنے نصاب کو قرآن پر بھی ترجیح دیتے ہیں اور کس قدر اپنے نصاب کا احترام کرتے ہیں۔
صدقات اور تبلیغی نصاب کے مصنف کے تقدس کے پیش نظر جماعت والوں نے اس نصاب کو
من و عن اپنا لیا ہے لیکن وہابیت کے بعض حلقوں میں اس حرکت کو پسند نہیں کیا گیا۔ انہوں نے
اس پر خاصی لے دے کی اور اس کے بخیے ادھیڑ دیے ایک رسالہ پیش نظر ہے۔ ہندوستان سے شائع

ہوتا ہے" استقامت" اس کا نام ہے وہابی حلقوں کے حوالے سے لکھتا ہے کہ ہر مسلمان قرآن پاک کی عظمت کے سامنے سرخم ہے اگرچہ کسی بھی مسلمان فرقے سے تعلق رکھتا ہو قرآن پاک کے احترام میں لب کشائی کی جرأت نہیں کرتا لیکن تبلیغی والے اپنے نصاب کو کس طرح قرآن پر فوقیت دیتے ہیں اس کی جھلکیاں ملاحظہ کیجئے۔ یہ اقتباس تابش مہدی کی کتاب "تبلیغی نصاب ایک مطالعہ" سے لئے گئے ہیں اور تابش مہدی حلقہ دیوبند کے اہل قلم ہیں لکھتے ہیں :۔

"ایک بار میں نے شیخ محترم کی زندگی میں ہی پندرہ روزہ اخبار" اجماع" میں تبلیغی نصاب کے متعلق ایک مضمون لکھا تھا جس میں میں نے بڑے درد مندانہ انداز میں اس کی بعض خامیوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ تبلیغی جماعت والے اس کتاب کو قرآن اور حدیث پر بھی عملاً فوقیت دیتے ہیں۔ میرا یہ مضمون پڑھ کر مہاراشٹر کے ضلع ناندیڑ کے ایک تبلیغی بھائی نے نہایت پُر غضب خط لکھا جس کی چند سطور یہ ہیں۔ "مسٹر تابش —— ہدا کم اللہ اخبار اجماع میں آپ کا مضمون پڑھا آپ نے اس میں لکھا ہے کہ تبلیغی جماعت والے تبلیغی نصاب کو قرآن پر فوقیت دیتے ہیں اول تو ایسا ہے نہیں اور اگر ہے بھی تو کیا حرج کی بات ہے قرآن تو صرف قرآن ہے اس سے صرف ایک ہی طرح کی بات معلوم ہوگی مگر تبلیغی نصاب میں قرآن بھی ہے احادیث بھی ہے اور اقوال بزرگان بھی ہیں جس سے بیک وقت تین طرح کی رہنمائی مل جاتی ہے"——

تبلیغی بھائی کی اس عبارت پر تابش صاحب کا تبصرہ ملاحظہ کیجئے" شاید یہی تصور تبلیغی جماعت میں عام ہو گیا ہے اس لئے کہ گذشتہ کئی سالوں سے یہ بات دیکھنے میں آرہی ہے کہ جہاں جہاں اور جن مساجد میں درس قرآن کا پروگرام ہوا کرتا تھا وہاں اسے ختم کر کے تبلیغی نصاب کی خواندگی شروع کردی گئی جسے ان کی اصطلاح میں تعلیم کہا جاتا ہے اور تبلیغی نصاب کو اسی عظمت و احترام کے ساتھ رکھا جاتا ہے جس عظمت و احترام کے ساتھ مسلمان قرآن کو رکھتے ہیں، عمدہ ریشمی جزدان میں لپیٹنا۔ رحل پر رکھ کر پڑھنے کا اہتمام کرنا پڑھنے سے پہلے اور بعد میں چوم کر آنکھوں سے لگانا اور طاق میں رکھتے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا کہ اس کے اوپر کوئی بھی کتاب نہ رکھی جاسکے حتیٰ کہ قرآن بھی)

تبلیغی جماعت تبلیغی نصاب کو قرآن پر جو فوقیت دیتی ہے، اپنے اس الزام کی تائید میں تابش صاحب لکھتے ہیں۔ آپ ملک کی کسی مسجد میں چلے جائیں وہاں لوگ آپ کو صبح شام تبلیغی نصاب کی تلاوت کرتے ہوئے ملیں گے یہاں تک کہ دار العلوم دیوبند جیسی عظیم الشان دینی یونیورسٹی کی مسجد

میں بھی نمازوں کے بعد تبلیغی نصاب ہی کی خواندگی ہوتی ہے ۔ درس قرآن و حدیث کا نام و نشان نہیں ملے گا اور اگر کوئی شامت کا مارا درس قرآن و حدیث کی بات کر بھی دے تو فوراً اسے گمراہ نیچری تصور کیا جانے لگتا ہے"

اس شہادت سے واضح ہوا کہ تبلیغی جماعت والے عملاً فعلاً ہر دو طرح سے تبلیغی نصاب کو قرآن عظیم پر فوقیت دیتے ہیں اگرچہ تبلیغی نصاب میں بہت سی گمراہ کن خامیاں پائی جاتی ہیں لیکن ان خامیوں کو دور کرنے میں علمائے دیوبند نے چشم پوشی کی پالیسی کو ترجیح دی اور تبلیغی نصاب کی اصلاح سے گریز کیا اس مجرمانہ غفلت کو تابش صاحب ہی کی زبانی سنئے :۔

" مجھے اب تک یاد ہے کہ اب سے دس گیارہ سال قبل مولانا ابوالوفا صاحب بمبئی کے محلہ پٹھان واڑی کے سالانہ جلسہ محرم میں تشریف لائے ہوئے تھے میں بھی اس میں بحیثیت شاعر مدعو تھا ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے جب واپس ہوئے تو مرزا عبدالستار صاحب (جو کہ میزبان تھے) نے فرمایا حضرت ! یہ جو مساجد میں شیخ الحدیث صاحب کی کتاب پڑھی جاتی ہے اس میں بڑی خامیاں ہیں بہت سی روائتیں ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہیں ۔ اکثر واقعات ناقابلِ فہم اور من گھڑت ہیں کیا ہمارے حلقے میں کوئی ایسا عالم نہیں جو اس کی چھٹائی کر دے تاکہ اس کے سننے والوں میں صحیح دینی شعور پیدا ہو" حضرت مولانا نے جواباً فرمایا کہ اس کام کو مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مولانا قاضی اطہر مبارک پوری اور اخلاق حسین قاسمی بخوبی انجام دے سکتے ہیں مگر یہ لوگ شاید اس کے لئے آمادہ نہ ہوں ۔ اس لئے کہ تبلیغی نصاب پڑھنے والوں کا حلقہ بہت بڑا ہے وہ سب کے سب ان کے دشمن ہو جائیں گے ۔ الحمد للہ میں اپنے اندر یہ جرأت پاتا ہوں کہ بلا کسی خوف، لوم ولائم کے اس کام کو کر دوں مگر میں بے حد مصروف ہوں آپ یقین کیجئے کہ خطوط کے جواب بھی بدقت تمام دے پاتا ہوں"

مولانا کے اس جواب پر تابش صاحب تبصرہ کرتے ہیں" حضرت مولانا مرحوم کے اس جواب سے میں شدید حیرت و تشویش میں مبتلا ہو گیا میری سمجھ میں یہ بات بالکل نہیں آرہی تھی کہ ہمارے وہ علماء و اکابرین کا منصب یہ ہے کہ عوام کی رہنمائی و قیادت کا فریضہ انجام دیں اور اُن کے اندر صحیح اسلامی شعور بیدار کریں وہ اس درجہ مصلحت اور رواداری کا شکار ہو گئے کہ ان کے اندر سے جرأت حق گوئی یکسر مفقود ہو گئی"۔

تابش صاحب نے الزام عائد کیا کہ تبلیغی نصاب یہودی سازش کا شاخسانہ ہے وہ لکھتے ہیں کہ "یہودیوں کی سازش یہ رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے اندر سے روحِ جہاد ختم کر دیں اپنے اس مقصد کی تکمیل کے لئے یہودی مشن نے ہر دور میں علماء اور مذہبی جماعتوں کو استعمال کیا ــــ راقم الحروف کی رائے میں محترم شیخ المحدیث مولانا زکریا کی یہ کتاب تبلیغی نصاب اسی سازش کا شکار ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر میں کہوں گا کہ یہ کتاب مشہور انگریز مستشرق ڈاکٹر آرنلڈ کی کتاب (پریچینگ آف اسلام) سے کم نہیں جس کے بارے میں علامہ فریدالدین فراہی جیسے ارباب نظر کی رائے ہے کہ یہ "روح جہاد کو ختم کرنے کے لئے لکھی گئی ہے"

یہ ہے تابش مہدی کی رائے تبلیغی نصاب کے بارے میں جو کہ گھر کے بھیدی ہیں تبلیغی نصاب کے تقدس کے ضمن میں جماعت کے ذہنی تقیّد کا ایک واقع عرض کرتا چلوں کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ تبلیغی والے رائے ونڈ کو مکہ معظمہ سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، میں نے اسکی بات اس لئے نظر انداز کر دی کہ لوگ ایسی باتیں بلاوجہ گھڑ لیتے ہیں اور کسی کو بدنام کرنے کے لئے ایسی داستانیں چلتی رہتی ہیں لیکن ایمانداری کی بات یہ ہے میں اس واقعہ کو اس لئے ذہن سے نہ نکال سکا کہ یہ واقع بیان کرنے والا کوئی مذہبی آدمی نہ تھا بلکہ اس نے جس طرح سنا تھا من وعن بیان کر دیا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک تبلیغی بھائی سے واسطہ پڑ گیا۔ میں نے اُن سے پوچھ ہی لیا کہ حضرت یہ کہا جاتا ہے کہ رائے ونڈ مکہ معظمہ سے افضل مقام ہے اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟! فرمانے لگے" تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے، مکہ معظمہ کو اس وجہ سے فضیلت ہے نا کہ وہاں خدا ذکر زیادہ ہوتا ہے لیکن رائے ونڈ میں وہاں سے زیادہ ذکر ہوتا ہے"۔ تسلی ہو گئی تھی مزید کچھ کہنے یا پوچھنے کی حاجت نہ رہی۔

مولانا محمد الیاس نے کہا تھا کہ عوام بھیڑ بکریوں کی طرح ہیں ایک خرابی دُور کرو ذہنی خرابیاں اور پیدا ہو جائیں گی۔ تبلیغی جماعت کے درویشوں کے لئے نہایت موزوں ہے بلکہ یہ مقولہ ہے ہی ان کے لئے اگر خرابی کے بدلے خرابیاں ہوں تو کوئی تعجب نہیں ایک اچھی بات ہے اگر خرابی پیدا ہو جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس نظام میں خرابی ہے۔ صالحین امت کے دلگداز واقعات سے نرم خوئی پیدا ہوتی ہے، اور اسی حکمت کے پیشِ نظر مولانا محمد زکریا صاحب نے ایسے واقعات پر مشتمل اپنی جماعت کے درویشوں کیلئے تبلیغی نصاب اور صدقات کو مدون کیا تھا انہوں نے ایک اچھی ترکیب ایجاد کی تھی بداعمالی سے عمل صالحہ

کی طرف لانے کا یہ اچھا طریقہ تھا لیکن جب یہ واقعات تبلیغی جماعت کی بھیڑوں کو سنائے گئے تو نتیجہ بالکل برعکس برآمد ہوا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ واقعات جو صدقات میں مندرج ہیں صالحین امت کے تذکرے اور وہابیت کے عقائد آپس میں متصادم تھے، گویا ہر ہر واقعہ کفر و شرک کی ایک مثال تھی ایک طرف وہابیت جو شرک شرک کرتی ہے وہ سب کچھ وہی تھا جو صدقات میں ہے نتیجہ یہ ہوا ان واقعات کی تاثیر اور رٹے رٹائے توحید و شرک کے سبق کے درمیان جو خلیج حائل تھی اس کو پاٹنے کا لاشعوری فعل ان کی ذات کے گرد چکر کاٹنے لگے۔ یعنی خود کو بھی ایسا ہی باخدا، مرد کامل تصور کرنے لگے جو کچھ صدقات سے تاثر قبول کیا تھا اس کا نتیجہ ظاہر ہے خشک رعونت کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے؟ ان کی اسی رعونیت کی وجہ سے وہابیوں کے دوسرے حلقے ناراض ہونے لگے۔ چونکہ تبلیغی درویش اپنی صالحیت کے مقابلے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا، اپنی جہالت کے باوجود خود کو فرائض نبوت کو پورا کرنے کا اہل سمجھنے لگے۔ اور وہابی حلقوں سے یہ صدائے بازگشت کہ "تبلیغی والے ناعاقبت اندیش تخریب کی فضا پیدا کر رہے ہیں" سنائی دینے لگی، شرک کی بو اور صالحین کے واقعات کی خوشبو نے جماعت کے درویش کو یہ سمجھنے سے معذور کر دیا کہ وہ کیا چاہتے ہیں ان کا کیا پروگرام۔ البتہ سردست جو بات اب تک دیکھنے میں آئی ہے وہ یہی ہے کہ یہ لوگ ابھی اپنی نفری میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کسی دو باتوں میں کوئی مماثلت نہیں، آپ خود اس کا جائزہ لیں، فضائل صدقات کو ایک طرف رکھیں اور تقویت الایمان، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ، صراط مستقیم کو ایک طرف ایک لمحہ بھی آپ تردد کئے بغیر کہہ اٹھیں گے کہ یہ دو الگ الگ متضاد فرقوں کی دستاویزیں ہیں۔ جنہیں یک جا نہیں کیا جا سکتا۔

دیوبندی وہابیت کا جو المیہ تھا وہ مکمل طور پر تبلیغی جماعت کی شکل میں نمودار ہوا، بانیان دیوبند نے وہابیت اور مشائخیت میں جو باہم پیوند کاری کی تھی اسی سے تبلیغی جماعت تولد ہوئی، دو متضاد چیزوں سے جو تیسری چیز برآمد ہوتی ہے وہ پہلی دونوں سے مختلف ہو گی، یہی وجہ ہے کہ اہلسنت تبلیغی والوں کو وہابی سمجھتی ہے اور وہابی حلقے انہیں یہودی سازش کا نتیجہ تصور کرتی ہے۔

تبلیغی جماعت کی حکمت عملی جہاں مصالحانہ اور درویشانہ ہے وہاں منتقمانہ بھی ہے اس پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا محمد یوسف نے ایک خط میں لکھا تھا:

"ہمارا تبلیغی کام صرف عمل صالح کے لئے نہیں بلکہ اول یہ ایمانی تحریک ہے بعد میں اعمال صالح کی

تحریک ہے اب تک ۲۰۔۲۵ سال کے تجربے سے یہی معلوم ہوا ہے کہ شرکیہ رسموں (فاتحہ، درود، میلاد وغیرہ) اور گناہوں کے چھڑانے سے لوگ رسموں اور گناہوں کو چھوڑتے نہیں ہیں۔ لیکن ان کو ساتھ لے کر جماعتوں میں پھرایا جائے اور ان کے سامنے کلمہ طیبہ کا صحیح مطلب اور مطالبہ سامنے آتا رہے تو رسموں اور گناہوں کو خود بخود چھوڑ دیتے ہیں یہ ہمارا تجربہ ہے" یہ مصالحانہ پالیسی ہے اور منتقمانہ رویہ بھی ہے اس کا اظہار چند مثالوں سے ہوتا ہے۔

کچھ عقیدت مندوں نے خواجہ حسن نظامی سے شکایت کی کہ "یہ لوگ مزاراتِ اولیاء، عرسوں، نذر و نیاز کے دشمن ہیں"، تو جواب میں انہوں نے فرمایا کہ "مولوی محمد الیاس مرحوم میرے ساتھ گنگوہ میں پڑھتے تھے جبکہ ان کے بھائی مولوی محمد یحیٰی صاحب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے زیر اثر تعلیمی کام کر رہے تھے...... اور جب سے مولوی محمد یوسف صاحب نے جماعت بندی کی ہے ہر جمعرات لوگ بکثرت آتے ہیں جو درگاہوں کے مخالف ہیں چنانچہ ایک سال ہوا اس جماعت کے نو آدمی روضہ شریف کے اندر جوتیاں سے کر چلے گئے اس پر لڑائی ہوئی اور فریقین کے آدمی زخمی ہوئے مردوں اور عورتوں کو پولیس میرے پاس لائی اور میں نے صلح کرا دی، اس خاندان کا شاگرد ہوں مگر ان کے عقائد کے خلاف ہوں"

جماعت کی ہدایت پر جماعت کے درویش اگرچہ ضبط و تحمل سے کام لیتے ہیں اور نہایت بردباری اور حلیمی اختیار کرتے ہیں لیکن جیسے ہی انہیں حالات سازگار آتے ہیں اپنا یہ لبادہ اتار پھینکتے ہیں نقاب کو الٹ دیتے ہیں، اپنے بھیانک اور مکروہ چہرے کے ساتھ سامنے آ جاتے ہیں۔ مولوی عبدالرحیم دیوبندی کا بیان ہے "آج ہر جگہ انتشار و اختلاف پھوٹ پڑا، جس کا سب سے زیادہ مظاہرہ علاقہ میوات میں ہو رہا ہے۔ مسلم کشی کی اتنی مشق کے بعد علماء کی آبرو ریزی انتہائی تعجب خیز ہے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ (تبلیغی درویش)، ذہنی اور عملی طور پر ایک جماعت (نجدیت) سے منسلک ہیں —— آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا فیروز پور جھرکہ میں ایک مولوی صاحب کو لاٹھیوں سے زخمی کر دیا گیا۔ استاذ الاساتذہ شیخ میوات حضرت مولانا عبد السبحان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبد المنان کو گھیر لیا" مارو یہ ہے تبلیغی جماعت کا مخالف" (اصول دعوت و تبلیغ)

لاہور کے دو نوجوان محمد اقبال اور محمد خان تبلیغی جماعت کے ظاہری محاسن سے متاثر ہو کر رائے ونڈ

کے سالانہ اجتماع میں پہنچ گئے، رائے ونڈ کے عظیم اجتماع سے مسحور ہو کر جذبۂ ایمانی بھڑک اٹھا اور نعرۂ
تکبیر، نعرۂ رسالت پکارنے لگے، اجتماع کے منتظمین نے ہاتھوں ہاتھ اُچک لیا اور ایک کوٹھڑی میں دے گئے
بغیر اس کے کہ پوچھتے یہ نازیبا حرکت کیوں کی، چھت سے الٹا لٹکا دیا ڈنڈوں سے کھوپڑی درست کرنے لگے
یہ محمد خاں کی کھوپڑی کی ریپیئرنگ تھی۔ اقبال نے جب یہ منظر دیکھا تو مبہوت ہو کر بڑبڑانے لگا یہ کیوں!
یہ کس لئے؟ ہوں!! اجتماع میں نعرے لگاتے ہو۔ یہ ایک منتظم کی طرف سے اقبال کے سوال کا جواب
تھا اور اقبال کا جذبۂ ایمانی ٹھنڈا پڑ رہا تھا، چونکہ اسی کوٹھڑی میں پہلے سے چار چھوکرے بند پڑے تھے
جن کا سب کچھ بحق سرکار ضبط ہو چکا تھا اور ان سب کو مولانا "شیر جنگ" کی آمد کا انتظار تھا کہ اتنے میں
یہ شیر بھی آ گئے اور آتے ہی اعلانِ جنگ کئے بغیر اقبال کی کھوپڑی پر ایک ڈنڈا اس پھرتی سے رسید کیا
کہ اس کے تمام پیچ پرزے ڈھیلے پڑ گئے بے ہوش ہو کر اوندھا جا پڑا لیکن شک تھا کہ یہ مکر ہے اس لئے
چھت سے الٹا لٹکا کر رہی سہی کسر پوری کر دی لیکن انتظامی بدبختوں کو جنون اور دیوانگی میں یہ خیال تک
نہ آیا کہ جان دار چیز ہے جان سے جائے گا لیکن اُن کی بلا سے انہیں تو اپنا نشہ پورا کرنا تھا۔

اس کارروائی کے بعد جب ذرا ہوش میں آئے تو ایک تحریر پر بے ہوش اقبال کے دستخط انگوٹھے لینا
چاہے یہ دکھانا مقصود تھا کہ ٹریفک کے حادثے میں دونوں زخمی ہوئے اس کارروائی کے بعد دونوں کو
گنگارام ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا اور وہاں جب یہ دونوں ہوش میں آئے تو چپکے سے ان کے کان
میں بتا دیا گیا کہ اگر "راز" راز نہ رہا تو یہیں اسی ہسپتال میں تمہارے علاج کے زہریلے ٹیکے بھی موجود ہیں۔

مولانا "شیر جنگ" اقبال کے لواحقین سے نہایت ہمدردی کے ساتھ پیش آئے اور اسلامی بھائی چارے
کے جذبے سے امداد کی پیش کش کی، مولوی صاحب کے انداز سے اقبال کی بیوی تاڑ گئی اور معاملہ کھسر پھسر
سے گزر کر رائے ونڈ میں تفتیش تک جا پہنچا لیکن یہاں ہسپتال میں اقبال کی حالت بگڑتی جا رہی تھی معلوم ہوا
وہ دماغی توازن کھو چکا تھا لیکن ہسپتال کے عملے کی کوشش سے اقبال ہوش میں آ گیا۔ بیوی نے پوچھا بتاؤ
تو معاملہ کیا ہے؟ اور یہ کہاں سے ایکسیڈنٹ ہو گیا لیکن اقبال شاید آخری بار ہوش میں آیا تھا اور سب کچھ اپنی
بیوی کو بتا کر ہمیشہ کی نیند سو گیا۔

اقبال کی بیوی چیخ و پکار کرتی ہوئی مارشل لاء حکام کے پاس پہنچ گئی، اقبال نے جب دم توڑا، اور
اس کی بیوی نے مارشل لاء حکام کو صورتِ حال سے آگاہ کیا تو یہ ۱۷ نومبر ۱۹۷۷ء کی تاریخ تھی۔

تبلیغی درویشوں نے نہایت پُراسرار طریقے سے میانی صاحب کے قبرستان میں اقبال کو دفن کرنا چاہا، اس کے لواحقین نے چیخ و پکار کی لیکن تبلیغی والوں کے ہاتھ لمبے تھے اقبال کو نہایت راز داری سے مٹی کے نیچے دبا دیا گیا۔

اقبال کی بیوی ایک بار پھر مارشل لاء حکام کے پاس روتی پیٹتی پہنچ گئی، چنانچہ مارشل لاء والوں کے حکم سے ڈی۔سی لاہور نے نعش کا پوسٹ مارٹم کرنے کا حکم دیا مقامی مجسٹریٹ تحسین احمد تحسین اور پولیس کے اعلیٰ افسران کی موجودگی میں پولیس سرجن نے قبر کھدوائی اور پوسٹ مارٹم کیا۔

سرجن کی رپورٹ تھی کہ " اقبال کی موت کا سبب دماغ میں ضرب شدید لگنے سے واقع ہوئی اور سر کا زخم ساڑھے (۱/۲ ۵) گہرا ہے جسم کے دوسرے حصوں پر ضربوں کے ۴۵ عدد نشان ہیں" خود پولیس اس معمولی سے واقعہ پر کانپ اٹھی اور لوگ اسلام کے ٹھیکیداروں کے اس عظیم کارنامے پر مبہوت رہ گئے اور پوچھ رہے کہ یہ وہی مسکین، درویش ہیں جو کتاب و سنت کی پیروی کی رٹ لگاتے نہیں تھکتے؟ کیا یہی ان کا اسلام ہے کیا اسی ایک دن کے لئے یہ مسکین صورتیں بنا رکھی ہیں؟ کیا صالحیت کی نقاب اسی لئے اوڑھ رکھی ہے؟ کیا ان کے ہونٹ اسی وجہ سے خشک ہو رہے ہیں کہ وقت سے پہلے یہ بھانڈا پھوٹ نہ جائے۔

تبلیغی درویشوں کے یہ کارنامے دیکھتے ہوئے نجد کے صحرانوردوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جب ان کا جدامجد اور نجد کا ہیرو درعیہ سے نکل کر حرمین طیبین کے باسیوں کو روندتا ان کے مال و اسباب کو لوٹتا ان کے بیوی بچوں کو غلام بناتا ہوا اس مقدس سرزمین پر فتنہ برپا کر کے اپنے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین کر کے اس حکومت کی بنیاد رکھتا ہے۔ جس کے ترچھے پر یہ مسکین پروان چڑھ رہے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے نجد کے صحرانورد ایک بار پھر جوبن پر آ رہے ہیں یقین نہیں آتا کہ یہ وہی دم سادھے درویش ہیں جن کی صورت دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔

لیکن کیا کیا جائے ان کے عظیم کارنامے کوئی راز نہیں جن کارناموں کا تذکرہ اخبارات ماہناموں اور روزناموں میں ہو، اس سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے اخبارات کی شہ سرخیاں:-

۱۔ تبلیغی جماعت کے ملاؤں کے بہیمانہ تشدد کا شکار ہونے والا جان بحق ہو گیا متوفی کو چھت سے الٹا لٹکا کر ڈنڈوں سے پیٹا گیا آج قبر سے لاش نکال کر پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ مرحوم کی بیوہ کو مقدمہ روکنے کے لئے دس ہزار روپے کی پیش کش کی گئی" روزنامہ حیات لاہور، راولپنڈی ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء

۲۔ "ڈاکٹے وِنڈ میں زخمی ہونے والے دکاندار نے ہسپتال میں دم توڑ دیا۔ اجتماع کے منتظمین نے دکاندار اور اس کے ساتھی کو الٹا لٹکا کر تشدد کا نشانہ بنایا تھا" مساوات ۱۹ر نومبر ۱۹۷۷ء

۳۔ "زخمی محمد خان کے گھر کے گرد پراسرار نقل و حرکت تبلیغی جماعت کے غنڈے تشدد کے واحد عینی گواہ کو اغوا کرنا چاہتے ہیں، پولیس قتل کی واردات کو حادثے کا رنگ دینے کی کوشش کر رہی ہے"

روزنامہ حیات ۲۴ر نومبر ۱۹۷۷ء

پولیس نے شیر جنگ اور اُن کے ساتھیوں کے خلاف اقدام قتل اور حبس بے جا کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا لیکن کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی اور اس مبینہ قتل کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا۔

وہابیت کے تمام شعبوں میں تبلیغی جماعت سوچ کے اعتبار سے بالکل منفرد ہے انہیں جاہل رکھنے کا فلسفہ اس مقام پر سمجھ میں آتا ہے لکھے پڑھے انسان میں کچھ نہ کچھ انسانیت کی رمق ہوتی ہے اس کا تعلق خواہ کسی گروہ سے ہو، لیکن تربیت یافتہ، جنونی اور جاہلِ مطلق اپنی جہالت کے نتیجے پر پہنچنے سے پہلے دم نہیں لیتا، اور شاید وہ وقت دور نہیں جب یاجوج ماجوج اپنے جوبن پر ہوگی اور مسلمانوں کے خون سے ہی اپنی پیاس بجھائے گی۔ ان کا جنونی جاہلانہ اور احمقانہ اندازِ فکر مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے خلاف تیزی سے سرگرمِ عمل ہے جو اُن کی اصلاح کرنے کی فکر میں نہیں بلکہ اُن سے انتقام لینے کی تیاری میں ہے۔